مدینۃ المسیح

۲۲۔ ماہ حال سے مبلغین کالج کے لیکچروں کا ہفتہ واری سلسلہ شروع ہوجائیگا۔ کسی دوسری جگہ اخبار میں تمام ساہی کا پروگرام شائع کیا جاتا ہے۔ لیکچر کا دن آیتوار مقرر ہوا ہے۔ تاکہ بیرونجات کے احباب بھی شامل ہوکر مستفیض ہوسکیں۔

شیخ عبدالرب صاحب اور بابا محمد حسن صاحب چند روز مضافات میں تبلیغ کرکے واپس آگئے ہیں۔

آمد مہماناں۔ (۱) غلام حیدر صاحب دھنی دھوریا۔ ضلع گجرات۔ (۲) بابو فضل حق صاحب ریلوے گارڈ کوٹلی (کراچی) (۳) غلام محی الدین خانصاحب انسپکٹر بٹالہ (۴) منشی عبدالحق صاحب علی پور ضلع ملتان۔ (۵) بابو عبدالغفور صاحب پوسٹماسٹر خیرآباد (۶) عبدالرب خانصاحب علاقہ خوست (۷) عزیز احمد صاحب سورن سنگھ (لاہور)

تازہ خبریں

ایک مقام سے فرنچ مراجعت۔ مرکز میں بہ شمال و مشرق سوئسنز سختی سے جنگ ہوئی۔ فرنچ ایک مقام پر جگہ چھوڑتے اور ایین کو پہر عبور کرنے پر مجبور ہوئے۔ کیونکہ دشمن کو بہت بڑی کمک پہنچ گئی تھی۔

فرنچ تسلط۔ فرانس ۸ جنوری کو کوہ نمبر ۱۳۲ فتح کرلیا۔ جو سوئسنز کے شمال میں دو میل کے فاصلے پر ہے نیز جرمن خندقوں کی تین لائنیں چھین لیں۔ اور تین جرمن جوابی حملے پسپا کئے۔

جارحانہ حملے۔ جرمنوں نے بہ تعجیل کمک طلب کی۔ اور دوشنبہ گذشتہ سے جارحانہ پہلو اختیار کرکے کوہ ۱۳۲ اور قلعہ پریئر پر جو ایک میل مشرق میں واقعہ ہے سخت حملے کئے۔ سہ شنبہ کو فرنچ دونوں مقامات سے کسی قدر پیچھے ہٹ گئے۔ اور دریا کی طغیانی کی وجہ سے جوان کے رسل و رسائل کے راستہ کو معرض خطر میں ڈالنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ جنوب ایین میں مورچہ بند ہونے پر مجبور ہوئے۔ خود قیصر جرمنی بھی اس حملہ کے موقعہ پر موجود تھا۔

برٹش کامیابی۔ انگریزوں نے شاندار لڑائی کے بعد لابسی کے متصل جرمن مورچہ کو مسخر کرلیا۔

روسی پیشقدمی۔ روسیوں نے لوئر وسچولا کے شمال میں پیشقدمی کرکے سیون سیرپی پر قبضہ کرلیا۔ جو جرمن قلعہ تہارن کے مشرق میں ۴۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔

جرمن ادعائے فتح۔ سوئسنز کے متصل جرمن بہت بڑی فتح حاصل کرنے کا ادعا رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ فرنچ پیشقدمی کو روکنے سے بڑھکر کوئی اہم واقعہ نہیں۔ وہ لائن سے تین میل اس مقام پر لوٹ آنے پر مجبور ہوئے۔ کہ جہاں سے دو ہفتہ پیشتر انھوں نے جارحانہ حملے شروع کئے تھے۔ مگر اس سے سپاہ فرانس کو کوئی بڑا چشم زخم نہیں پہنچا۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا)

جنگ یوروپ

فرنچ مراسلت۔ فرنچ مراسلت مظہر ہے۔ کہ سینٹ پال نامی گاؤں ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اس پر پھر تصرف کر لیا گیا۔ یہ گاؤں شمال ایسن میں واقع ہے اور سوئسنز کے شمال مشرق میں ایک میل مسافت رکھتا ہے۔ اراس ؛ زرد اس کے متصل کوئی اہم امر وقوع میں نہیں آیا۔ اراس ملی کی سڑک کے قریب سخت حملہ سے دشمن کا مورچہ چھین لیا گیا۔ داگسس میں جرمنی جنوب سونوز کی طرف دھکیل دیئے گئے ٭

روسی بیان۔ روسی شمالی وسچولا کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں۔ سیرپی کے مغرب میں چند میل کے فاصلہ پر وہ دریائے سکرپا کے جائے عبور پر قابض ہو گئے ہیں ضلع نوٹران کی چوکیوں پر حملوں کی مدافعت کا بھی روسی مراسلت میں ذکر کیا گیا ہے۔ روسی بظاہر کارپیتھین کے شمالی دروں پر قابض ہیں۔ مگر خرابی موسم ہنگری میں مزید پیشقدمی میں مزاحم ہے۔

جنگ قفقاز۔ قفقاز میں معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کو ہماری کمک پہنچ گئی ہے۔ قراوگان کے متصل جنگ بپا ہے۔ ترک جنہیں بظاہر ارض روم سے کمک پہنچ گئی ہے۔ سختی سے روسی پیشقدمی کی مزاحمت کر رہے ہیں۔ شکست یافتہ ترکوں کا تعاقب کیا جا رہا ہے ٭

بم اندازی۔ لنڈن ۱۲ جنوری۔ پولیس نے پیرس میں روشنی کم کرنے کی ہدایت کی ہے۔ تاکہ آلات پرواز کو بم اندازی کا موقعہ نہ ملے۔

البانوی پناہ گزیں۔ لنڈن ۱۵ جنوری۔ ۸۰ ہزار البانوی ترکوں سے بھاگ کر روسی علاقہ میں پناہ گزین ہوئے ہیں ٭

لنڈن۔ ۱۶ جنوری۔ واشنگٹن۔ ہوس آف ریپریزنٹیٹوز نے ایک ریزولیوشن پاس کر کے مسٹر گریسن سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ سواحل کی حفاظت کی نسبت رپورٹ کریں۔ کیا دوبارہ انچ سے بڑی اتواپ رکھتے ہیں۔ اور کیا جدید جنگی جہازات پر موزون قسم کی توپیں بار ہیں۔ مسٹر گریسن سیکرٹری صیغہ جنگ ہیں ٭

جرمنوں کو جزوی کامیابی۔ پیرس ۱۵ جنوری گذشتہ شب کی مراسلت میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ فوکس کورٹ کے شمال مغرب میں ہم نئی جرمن خندقوں کے تباہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ شمال سوئسنز میں میں دشمن کے حملے روکے گئے۔ ہماری جگہ چھوڑنے کی بڑی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ایسن میں سیلاب کے باعث پل ٹوٹ گئے تھے۔ بعض اتواپ جن کو ہم پیچھے چھوڑ جانے پر مجبور ہوئے۔ ناکارہ کر دی گئیں۔ جرمنوں نے جو آدمی گرفتار کئے۔ ان میں زیادہ تر زخمی ہیں۔ کیونکہ ہم ان کو ساتھ لانے کے ناقابل تھے۔ لیکن ہم نے دشمن کے بہت سے آدمی اسیر کئے ہیں۔ غرضکہ جرمنوں کو جزوی کامیابی حاصل ہوئی۔ جو لڑائی کی حالت پر کچھ اثر نہیں ڈال سکتی ٭

وزیر خانہ اٹلی۔ آسٹروی وزیر خارجہ کونٹ وان برچٹولڈ کا مستعفی ہونا۔ اور اس عہدہ پر ایک ہنگرین وزیر کے مامور کئے جانے سے ظاہر ہے۔ کہ اہل ہنگری کس قدر جنگ سے مضطرب ہو رہے ہیں۔ ہنگری کے اس عہدہ دار کو وزیر خارجہ کے عزیز و دلعزیز منصب پر مامور کر کے اہل ہنگری کی ناراضی کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ترک تبریز میں۔ لنڈن ۱۵ جنوری۔ طہران ترکی سفیر نے گورنمنٹ ایران کو مطلع کیا ہے۔ کہ ترک اس وقت آذربائیجان سے چلے جائیں گے۔ جبکہ روسی سپاہ یہاں سے بالکل خارج ہو جائے گی۔ اور ولیعہد ایران تبریز میں پہنچ جائیگا۔ موخرالذکر عنقریب طہران سے روانہ ہونیوالا ہے ٭

اٹلی کا ہولناک زلزلہ۔ لنڈن ۱۵ جنوری روما۔ شاہ وکٹر عمانوئیل جنہوں نے زلزلہ زدہ مقامات کا معائنہ کیا ہے۔ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ زلزلہ مذکور سینا کے زلزلہ سے بھی زیادہ ہولناک تھا۔ ادیزانو کی آبادی میں سے صرف تین فیصدی آدمی زندہ بچے ہیں۔ دراں حالیکہ سینا کے زلزلہ میں تیس فیصدی زندہ بچے تھے

ہندوستان کی خبریں

نواب صاحب ڈھاکہ کا انتقال پُر ملال۔ کلکتہ ۱۶ جنوری۔ نواب بہادر ڈھاکہ جو کلکتہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور چہارشنبہ کو وہاں سے ڈھاکہ روانہ ہونے والے تھے۔ شب سہ شنبہ کو انہیں دفعتہً بخار ہو گیا۔ کرنل ڈیری و ڈاکٹر بر ہماری علاج کرتے رہے۔ کل صبح بخار اتر گیا۔ مگر تیسرے پہر چار بجے عارضہ بول میں مبتلا ہو گئے اور اڑھائی بجے نواب صاحب کا انتقال ہو گیا ٭

زخمیوں کی آمد۔ ہسپتالی جہاز جو زخمی میدان جنگ سے لایا ہے۔ ان میں تین ہندوستانی افسر بھی ہیں۔ جو ٹانگا (افریقہ) میں زخمی ہوئے۔ ان میں سے ایک لفٹنٹ کرنل درگا سنگھ۔ دوئم نواب صاحب سچین جو کیڈٹ کورز کے لفٹنٹ اور جنرل تہائی کے اے ڈی کانگ تھے۔ سوئم لفٹنٹ پرتھی سنگھ آف کوٹہ ہیں ٭

اموات طاعون۔ ہفتہ مختتمہ ۹ جنوری میں ہندوستان میں پلیگ کے ۵۵۹۵ کیس ہوئے اور تفصیل ۴۵۰۱ اموات وقوع میں آئیں۔ بمبئی پریزیڈنسی و سندھ ۵۲۴۔ مدراس ۸۲۔ بہار و اڑیسہ ۳۸۶۔ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ ۷۵۴۔ پنجاب ۲۱۳۵۔ برہما ۱۷۲ ممالک متوسط ۲۸۶۔ میسور ۸۶۔ حیدرآباد دکن ۷۔ وسط ہند ۵۵۔ اور کشمیر ۱۴۔ گویا ہندوستان کی کل اموات طاعون میں سے تقریباً نصف پنجاب میں ظہور میں آئیں۔

ہندوستانی عیسائیوں کی کانفرنس۔ کانفرنس ہذا کا آئندہ اجلاس موسم گرما میں مدراس میں ہوگا۔

بازار پنبہ۔ بمبئی ۱۴ جنوری۔ کل روئی کا بازار کچھ سرد تھا۔ قیمتیں قدرے گر گئیں۔ بالخصوص بنگالی روئی کا نرخ گھٹ گیا۔ کیونکہ سابقہ خریدار پھر روئی بیچنا چاہتے تھے ٭

گورنمنٹ پنجاب نے تجربہ کے طور پر بیساکھی اور دیوالی کے موقعوں پر خاص شہر امرتسر میں شراب کی دوکانیں بند رکھنے کا حکم دیا ہے۔

ریل کی آمدنی۔ ہندوستان کی سرکاری و غیر سرکاری ریلوں کو یکم اپریل سے ۲ جنوری ۱۹۱۵ء تک سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ۲۲۵۴۱۱۷۵ روپیہ کم آمدنی ہوئی ہے ٭

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۱ جنوری ۱۹۱۵ء

حضرت اقدسؑ کا سلسلہ تصنیفات معرض تحریف میں

"خطرے کا الارم"

پادریوں نے دین اسلام سے برگشتہ کرنے اور اپنے عقائد کی اشاعت کے لئے ایک یہ طرز بھی رکھا ہے کہ وہ مسلمانوں کی مسلمہ کتب بالخصوص قرآن مجید اور اس کے ترجمہ کو نہایت عمدہ کاغذ پر دلکش چھپوائی کے ساتھ سستی قیمت پر جو لاگت سے بھی کم ہو۔ شائع کرتے ہیں۔ اور اس کے انڈکس یا فہرست مضامین یا ترجمہ میں اپنی خاص اغراض کو مدنظر رکھتے ہیں۔ جس کا اثر نہایت نامعلوم طریقے پر پڑھنے والے سادہ لوح کے قلب پر ہو جاتا ہے۔ اگر اور کچھ نہ ہو۔ تو کم از کم ان کو ہمدردی تو حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ تعارف کے بعد سلسلہ مواننت وموافقت شروع کر کے اپنے مذہب کو پھیلا سکتے ہیں یہ ایک تبلیغ کا راز ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کر دیا ہے۔ اس طریق پر چل کر بہت سی پادریوں نے اپنا مذہب پھیلایا ہے۔ پچھلے دنوں ہمارے شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے ایک پادری سے ملاقات کا حال لکھا تھا جس نے سب سے اول ایک قرآن مجید اور ایک بخاری شریف نہایت عمدہ چھپی اور لکھی ہوئی دکھائی اور کہا کہ میں انہیں بڑا محبوب رکھتا ہوں۔ اور پھر وہ حدیث دکھائی جس پر وہ اپنے خیال میں اسلام پر ایک بہت اعتراض رکھتا تھا۔ مخاطب احمدی تھا۔ اس لئے پادری اپنی غرض میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ورنہ اپنی طرف سے وہ تیر نشانہ پر بٹھا چکا تھا۔ جس کی خاطر بصرف زر کثیر یہ کتب اس نے اپنے پاس رکھی تھیں۔ میں نے اس واقعہ کو احباب کرام کے سامنے اس واسطے دہرایا ہے کہ وہ خذوا حذرکم کے ماتحت ہمیشہ چوکس رہیں۔ اور اصل غرض ونیت پر نظر رکھا کریں۔ اور دوسروں کے بیانات کو اس میزان میں رکھ کر صحیح اندازہ لگایا کریں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہے۔ دیکھو تمہارا سب سے بڑا اور خوفناک دشمن وہ ہے جو دوستی کے لباس میں تم پر حملہ کرے۔ اس نے تم پر بڑی بڑی حملے کئے۔ اور تم محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچے رہے۔ اب بھی وہی تمہارا حافظ ہے۔ اور تمہارا پوزیشن محض دفاعی ہے اب اس نے ایک اور حملہ کی تجویز کی ہے۔ اور سلسلہ کی روح پر اس نے ہاتھ ڈالا ہے۔ وہ حضرت اقدسؑ کی کتابوں کو کلیات کی صورت میں چھاپ کر کتابوں کے نام اور ان کے اثر کو جو علیحدہ علیحدہ رہنے کی صورت میں متصور ہے۔ اور پھر سلسلہ کی تاریخ کو محو کرنا اور اس کے کارناموں کو مٹانا چاہتا ہے۔ پھر وہ ایک فہرست اپنے نہاں در نہاں اغراض کے ماتحت تیار کر کے اور ہر پیرگراف کا خلاصہ اپنی عبارت میں حواشی پر لکھ کر مطالعہ کرنیوالے کی طبیعت پر سے اس اثر کو محو کرنے کے ارادوں میں ہے۔ جو براہ راست اسے اپنی تحقیق اور فطرت سلیمہ و ذوق صحیحہ کے مطابق ہو سکتا تھا۔

میرے دوستو! سنو اور کان کھول کر سنو۔ کیا وہ ناخلف خلف الرشید کہلا سکتا ہے۔ اور اس کی نیت کو صحیح اور اس کے ارادہ کو نیک کہا جا سکتا ہے۔ جو اپنے باپ ہاں مقدس و مطہر ممسوح و مطہر خدا تعالیٰ کی وحی کی ہدایت پر چلنے والے باپ کے مال کو تو ناقص اور غیر ضروری قرار دے۔ اور خود اس کے مقابل طبع کردہ اشیاء کو سونے اور چاندی سے گران سنگ ظاہر کرے۔ مجھے صاف طور پر کہدینا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود کے پاک مال سے چھپی ہوئی کتابیں جو حضور مغفور کے اہتمام میں شائع ہوئیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں ابھی موجود ہوں اور پہلے ایڈیشن کی موجود ہوں۔ اور ایک شخص خیر خواہی کے لباس میں اٹھے۔ اور اپنی تجارتی طرح یوں ڈالے کہ وہ گراں ہیں ناقص ہیں نکمی ہیں۔ مجھ سے سستی خریدو۔ گویا خدا کے برگزیدہ نبی نے بے جا طور پر لوگوں کا مال کھانا چاہا تھا۔ اور اپنے خزینے کی واجب قدر نہیں کی۔ اسلئے اب قدر کرنیوالے آتے ہیں۔ اور اسے اعلےٰ اور عمدہ بنا کر پیش کرنا چاہتے ہیں ہمیں خوف ہے کہ کہیں قطع و برید میں اصل مال ہی پر ہاتھ صاف نہ ہو جائے۔ فیشن کے مطابق بناتے بناتے ایسی خلعت تیار نہ ہو جو کسی قد کے مطابق ہی نہ رہے۔ آثار تو ایسے ہی نظر آتے ہیں۔ خدا ہی ہے جو اس سے محفوظ و مصئون رکھ سکتا ہے۔ سلسلہ کے مرکز میں حضرت اقدس کی کتابوں کے پہلے ایڈیشن ہیں۔ اور جو ختم ہیں۔ ان کی طبع کا انتظام بھی احسن پیمانے پر موجود اب جو ان کی اشاعت کا جوش اپنے دل میں رکھتا ہے وہ اپنا مال اپنی کوشش اس میں لگا سکتا ہے۔ ایک چیز (جس کے حصول میں کسی قسم کی روک نہیں ہے) کی موجودگی میں دوسری چیز کا تہیہ ہر شخص کی نیت اور ارادہ پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ مسجد پہلے سے موجود ہے۔ اس کے دروازے کھلے ہیں کوئی ممانعت بھی نہیں۔ جو اخلاص و صدق سے نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ تو اسی میں پڑھیگا۔ مگر جس کے قلب میں زیغ اور فساد ہو۔ وہ اس بہانے سے کہ اس کی دیواریں سنگ مرمر کی نہیں۔ اگر پاس ہی ایک اور مسجد بنائے۔ تو پھر کس قدر روپیہ اس پر خرچ کرے اور کتنا ہی خشوع و خضوع دکھلائے وہ مسجد ضرار بنانے کا مرتکب ہو چکا۔ اسکی نماز ہرگز نماز نہیں۔ اور مومن کو اجازت نہیں کہ اس میں کھڑا بھی ہو۔ کیونکہ وہ ناپاک ارادے ناپاک عزم سے بنائی گئی۔ گو اس کا نام مسجد ہی رکھا ہے مگر خبیث نیت نے اسے اللہ کے لئے پاک نہیں رہنے دیا بلکہ ناپاک بنا دیا۔ ایک مندر میں ایک گرجا میں تو مومن کھڑا ہو سکتا ہے مگر اس مسجد میں کھڑے ہونے کی اجازت نہیں کیونکہ بنانیوالے کی نیت اور ارادہ کا اثر اسمیں نفوذ کر گیا ہے۔ دیکھو ڈاکٹر عبدالحکیم کی تفسیر قرآن کو۔ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو تفسیر کی ہے وہ مسیح موعود نے سنکر اس کی تعریف فرمائی۔ خود مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق تمام دلائل یکجا جمع کر دی ہیں حضرت خلیفہ اول کی تالیفات مطبوعہ و غیر مطبوعہ کا عمدہ اقتباس ان میں موجود۔ مگر جب اس نے مرکز سے قطع تعلق کیا تو وہی تفسیر جو اپنے انہی مضامین کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور کوئی تغیر و تبدل بھی نہیں ایسی ہو جاتی ہے کہ کوئی اس کو ہاتھ تک نہیں لگاتا۔ اور مولانا نورالدین جیسا باغیرت انسان تو اس کی طب کی کتابوں کو بھی واپس کر دیتا ہے۔ کیوں؟ اس تفسیر کا تعلق ایک ایسے انسان سے ہے۔ جس نے اطاعت سے خروج کیا اور صداقت کا انکار کیا۔ خدا کے مامور اور اس کے پاکباز بندے نے نہ چاہا۔ کہ پڑھنے والوں کی روحانیات پر اس کا اثر پڑے۔ بس میرے عزیزو! جو قطع تعلق کر کے اپنی علیحدگی کا اعلان کر چکے ہوں۔ جن کے عقائد خدا کے نبی کے عقائد کے صریح خلاف ہوں۔ جو ہتک حرمات میں دلیر ہوں۔ انکے کسی باغ کو گلزار پر بہار نہ سمجھو کہ اس میں کانٹے ہی کانٹے ہیں اور وہ جو دور سے پانی نظر آتا ہے۔ دراصل سراب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دھوکا کھا جاؤ۔ تمہارے باپ کو بھی ایک دھوکا دے کے مشکلات میں ڈالا گیا تھا۔ مگر وہ سنبھل گیا۔ اور دعاؤں کے زور سے فتحیاب ہوا۔ تم بھی استغفار سے کام لو۔ اور اس ہدایت کی پیروی کرو جو تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی۔

ردِ تناسخ

تناسخ ایک ایسا ناقابلِ قبول اور دور از فہم مسئلہ ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں میں سے صرف ایک قلیل حصہ یعنی ہندو مذہب والے اس کے قائل ہیں۔ اور وہ بھی اس لئے نہیں کہ کوئی دلیل یا ثبوت اس کے متعلق اپنے پاس رکھتے ہیں بلکہ اس لئے کہ ان کی مذہبی کتب میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور اس کے نہ ماننے سے ان کے بڑے بڑے اہم مذہبی اصول پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ تناسخ سے وہ یہ مراد لیتے ہیں کہ انسان اپنے اعمال کے مطابق قالب بدلتا رہتا ہے یعنی کبھی وہ مرنے کے بعد عورت۔ کبھی گائے۔ کبھی بیل۔ کبھی گھوڑا۔ کبھی کتا۔ اور کبھی سؤر وغیرہ وغیرہ بنتا رہتا ہے۔ یہ غلطی ان کو اس وجہ سے لگی ہے۔ کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو محض ایک جج اور منصف کی حیثیت دے رکھی ہے۔ ان کے نزدیک خدا تعالیٰ کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ کسی کے گناہ بخش دے۔ یا کسی کے تھوڑے اعمال کا اسے زیادہ بدلہ دے سکے۔ بلکہ اس کا تو یہ کام ہے۔ کہ انسان جو کچھ کرے۔ اسی کے مطابق وہ اس کے نتائج مرتب کرے اور ان میں ذرا کمی بیشی نہ کرے۔ پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ چونکہ لوگوں کے اعمال محدود ہوتے ہیں۔ اس لئے خدا کسی کو دائمی مکتی یعنی نجات نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اگر وہ لوگوں کے محدود اعمال کے بدلہ میں ان کو ہمیشہ کے لئے نجات دیدے تو وہ ناانصاف ٹھہرتا ہے۔ گو دائمی نجات نہ دینے کی وجہ تناسخ کے قائل یہ بیان کرتے ہیں۔ لیکن دراصل ایک اور ہی وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ وید کی رُو سے پرمیشور کسی روح کو دائمی نجات دیتا ہی نہیں چاہتا کیونکہ وید کہتا ہے کہ تمام ارواح غیر مخلوق ہیں۔ اور خدا کا ان کے بنانے یا مٹانے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس صورت میں اگر پرمیشور روح کو دائمی نجات دیدیتا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ہر ایک وہ روح جو دائمی نجات پالیتی۔ ہمیشہ کے لئے پرمیشور کے قبضۂ تصرف سے نکل جاتی۔ اور رفتہ رفتہ آخر وہ زمانہ آجاتا۔ کہ ایک روح بھی پرمیشور کے ہاتھ میں نہ رہتی۔ اور پھر مجبوراً پرمیشور کو خالی ہاتھ بیٹھنا پڑتا اور آئندہ دنیا کا سلسلہ نہ چل سکتا۔ کیونکہ تناسخ کے ماننے والوں کے نزدیک پرمیشور کسی روح کے پیدا کرنے پر تو قادر ہی نہیں ہے۔ اور جب وہ کوئی نئی روح پیدا نہیں کر سکتا۔ اور جو پہلے پیدا ہو چکی ہوئی ہیں۔ وہ اس کے قبضہ سے نکل جاتیں۔ تو ناچار یہی ہوتا۔ کہ آئندہ دنیا کا سلسلہ ختم ہو جاتا بلکہ اس خوف اور ڈر کی وجہ سے پرمیشور کسی رُوح کو خواہ اس کے اعمال تناسخ کے چکر میں پڑنے کے قابل نہ بھی ہوں۔ تو بھی کسی نہ کسی حیلہ سے اسے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ اور کسی چھوٹے سے چھوٹے گناہ کے بدلہ میں جو اسی غرض سے پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ تاکہ قالب بدلانے کے کام آئے۔ اسے کسی اور جون میں بھیجدیا جاتا ہے۔ اور اس طرح تناسخ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تناسخ کے ماننے والوں کو اس کے ایجاد کرنے کی صرف اسی لئے ضرورت پڑی ہے۔ کہ ان کے ویدوں نے خدا تعالیٰ کو وہ حیثیت دی ہے۔ جو دنیا میں ایک مجسٹریٹ یا جج کی ہوتی ہے۔ مجسٹریٹ کے یہی اختیار ہوتے ہیں۔ کہ وہ فریقین کے بیانات پر مقدمہ کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور اسے یہ اختیار نہیں ہوتا۔ کہ اپنی مرضی سے مدعی یا مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ کر دے لیکن خدا تعالیٰ کو یہ درجہ دینا بہت بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا تعلق ہر ایک چیز سے منصف یا جج کی طرح نہیں۔ بلکہ مالک اور مملوک کی طرح ہے جسطرح دنیا میں ایک مالک اپنی مملوکہ اشیاء پر اختیارات کلی رکھتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ ہر ایک چیز کے متعلق پورے پورے اختیارات رکھتا ہے۔ وہ چاہے۔ تو کنگال اور مفلوک الحال کو بادشاہ بنا دے۔ اور چاہے۔ تو بادشاہ کو مفلس اور نادار کر دے۔ چاہے تو گناہوں کے بدلہ جہنم میں ڈالدے۔ اور چاہے تو عصیان کو اپنے رحم اور فضل کے پانی سے دھو کر صاف کر دے۔ یہ سب کچھ اس کے اختیار میں ہے اور وہ اپنے بندوں کو دائمی نجات دیتا ہے۔ کیونکہ اسے یہ خطرہ نہیں ہے۔ کہ ارواح میرے ہاتھ سے نکل کر مجھے بیکار چھوڑ جائینگی۔ وہ روحوں کو پیدا کر سکتا ہے۔ اور کرتا ہے۔ وہ ان کو ہر وقت اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے۔ اور رکھتا ہے کیونکہ وہ ہر ایک چیز کا مالک ہے۔ اس کی نسبت ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ ایسا مالک ہے۔ جو رحیم ہے۔ جو جواد ہے جو فیاض ہے۔ جو گناہ بخشنے والا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ اپنی مملوکہ چیزوں کی نسبت منصف ہے۔ کیونکہ منصف کا درجہ مالک کے درجہ سے کچھ بھی نسبت نہیں رکھتا۔ دیکھو اگر ایک منصف کے سامنے قرضخواہ اپنے قرضہ کا مقدمہ پیش کرے۔ تو اس منصف کو یہ اختیار نہیں ہے۔ کہ وہ مقروض قرضہ معاف کر دے۔ اور ایسا کرنا کسی بہت بڑے اختیارات رکھنے والے منصف کے بھی اختیار میں نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا کام انصاف کرنا ہے۔ اور انصاف یہی چاہتا ہے۔ کہ قرضخواہ کو مقروض سے قرضہ دلوایا جاوے۔ تو پھر منصف کے لئے کوئی صورت نہیں ہے۔ کہ مقروض کو معاف کر دے۔ لیکن قرضخواہ اپنے مقروض کو معاف کر سکتا ہے۔ اور اسے کوئی روک پیش نہیں آسکتی۔ کیونکہ وہ اپنے قرضہ کا آپ مالک ہے۔ اس لئے اس کا اختیار ہے۔ کہ معاف کرے۔ یا نہ کرے۔ پس خدا تعالیٰ ہر ایک چیز کا مالک ہے۔ اس لئے جسطرح چاہے وہ کر سکتا ہے۔ نہ کہ ہر ایک چیز کی نسبت منصف ہے۔ کہ بعض معاملات کو طے کرنے میں عاجز آجاتا ہے۔ ہندوؤں نے چونکہ خدا تعالیٰ کو ایک منصف کی حیثیت دی ہے۔ اس لئے انہیں تناسخ کا مسئلہ ایجاد کرنا پڑا ہے۔ جس کے لئے ان کے پاس نہ کوئی عقلی اور نہ کوئی نقلی دلیل ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم تناسخ کے چکر میں گھوم رہے ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتا سکتے۔ کہ پہلے کس قالب میں تھے۔ اور کس کس جون میں رہ چکے ہیں۔ اگر تناسخ کے قائل صرف یہی سوال حل کر دیتے۔ تو پھر کسی کو ان کے اس مسئلہ پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہتی۔ لیکن افسوس کہ اس کا جواب کسی سے بن نہیں پڑتا۔ البتہ اس سوال کی اہمیت اور معقولیت کو وہ خود بھی خوب تسلیم کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھی اس کا وہی جواب دینے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ جو ان سے طلب کیا جاتا ہے۔ یعنی اپنے پہلے جنم کے حالات بیان کرنے والے کسی انسان کا قصہ پیش کر کے اپنی تائید چاہتے ہیں۔ چنانچہ حال میں ایک ہندو اخبار نے لکھا ہے۔ کہ "آج ہم ایک زبردست ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں امید ہے کہ وہ منکرینِ تناسخ کو سرِ تسلیم خم کر دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہنے دیگا" اور وہ واقعہ یہ درج کرتا ہے۔ کہ "قصبہ کھنڈیا ہار تحصیل گوہد ریاست گوالیار میں ۲۷۔ دسمبر ۱۸۷۶ء کو کچھ راجپوتوں میں اراضی کے متعلق باہم تکرار ہو گیا۔ اور نوبت مارپیٹ تک پہنچی۔ مسمی ہرپلہ نے اپنے بھتیجے کو گولی سے ماردیا۔ اور خود فرار ہو گیا۔

چند آدمی گرفتار کیئے گئے۔ اور مقدمہ عدالت میں سماعت ہونے لگا۔

یہ مقدمہ مدت تک چلتا رہا۔ اور اس کا کچھ فیصلہ نہ ہو سکا۔ اسی اثناء میں ۱۸۸۱ء میں ایک پنجسالہ لڑکے نے جو کردیارام نامی سکنہ موضع تنا داس پرگنہ جیگن نے اپنے گذشتہ جنم کا حال اپنے والدین کو سنایا۔ اور اپنے حسب نسب وغیرہ کا ذکر بھی کیا۔ اور اپنے قتل ہونے کا ماجرا بھی سنا دیا۔ یہ خبر چاروں طرف اڑی۔ اور اس لڑکے کا گذشتہ جنم کا بھائی بیر بھدر اس کو دیکھنے کے لئے دیارام کے گھر پہنچا۔ لڑکے نے اس کو پہچان لیا۔ اور گذشتہ جنم کی باتیں سنانے لگا۔ اس نے یہ بھی بتلایا۔ کہ فلاں شخص نے اس کو قتل کیا ہے۔ لہذا لڑکا منشی پربھو دیال صاحب نائب دیوان کی عدالت میں ثبوت کے لئے پیش کیا گیا۔ اس نے مقدمہ کے متعلق تمام سوالات کا جواب دیا۔ اور کئی آدمیوں میں سے اپنے دو بھائیوں کو شناخت کر لیا۔ اور کہا کہ وہ اپنی استری کو بھی پہچان سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ"۔

اول تو یہ ایک ایسا من گھڑت قصہ ہے۔ جو ۱۸۷۶ء میں وقوع پذیر ہوا۔ اور آج اس کو ثبوت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ جس کی نہ کوئی تصدیق ہو سکتی ہے۔ اور نہ حق اور باطل علیحدہ ہو سکتا ہے۔ تاہم اگر ہندو صاحبان اس واقعہ کو تناسخ کے مسئلہ کے متعلق زبردست ثبوت مانتے ہیں۔ تو امید ہے۔ کہ مندرجہ ذیل باتوں کو حل کر دیں گے ؎

اول۔ ۱۸۷۶ء میں اس آدمی کے مارے جانے اور ۱۸۸۱ء میں ایک پانچسالہ لڑکے کے قالب میں حلول کر کے اپنے گذشتہ جنم کی باتیں سنانے کو اگر صحیح مان لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مرنے کے ساتھ ہی اپنے نئے والدین کے ذریعہ جنم لینے کے قابل ہو گیا تھا۔ کیونکہ ۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۱ء تک پانچسال بنتے ہیں۔ پس اگر "انسان اپنے اعمال کے مطابق قالب بدلتا رہتا ہے"۔ تو اس شخص نے ایک قالب سے نکل کر دوسرا اور کوئی قالب کیوں نہ بدلا۔ اور فی الفور پہلے قالب میں ہی کیوں جنم لیا یعنی انسان ہی بنا۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ اس کے پہلے اور دوسرے والدین کے حالات میں فرق ہوگا۔ اس لئے اس کے حالات میں بھی تغیر واقعہ ہو جائیگا۔ یعنی پہلے اگر وہ دولتمند والدین کے گھر پیدا ہوا تھا۔ تو دوسرے جنم میں وہ اس لئے انسانی قالب میں ہی ڈھالا گیا۔ تاکہ اپنے اعمال کے باعث غریب والدین کے گھر پیدا ہو کر سزا بھگتے۔ یا اس کے برخلاف ہے کہ پہلے وہ غریب گھر میں پیدا ہوا تھا۔ تو دوسرے جنم میں وہ دولتمند ماں باپ کے ہاں اس لئے پیدا ہوا۔ کہ اپنے اعمال کے باعث آرام و آسائش کی زندگی بسر کرے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ دنیا میں ہزاروں لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں۔ جو غریب اور مفلس والدین کے ہاں پیدا ہو کر بڑے امیر اور کبیر بن جاتے ہیں۔ اور اسی طرح بڑے دولتمند اور مالدار ماں باپ کے ہاں پیدا ہونے والے دربدر ٹھوکریں کھاتے اور بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالٰے دنیا میں ہی بغیر دوسرے قالب اور دوسرے خاندان میں پیدا کرنے کے کسی غریب کو امیر اور امیر کو غریب بنا سکتا ہے۔ پس اگر یہی وجہ اس کے قالب بدلنے کی بیان کی جائے۔ تو کسی صورت میں بھی اس کو صحیح نہیں مانا جا سکتا۔ کیونکہ تجربہ اور مشاہدہ اس کی تکذیب کر رہا ہے۔ پھر کیا کوئی تناسخ کے قائل صاحب تناسخ کے منکرین کو اس بات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ کہ کیوں ان کے پرمیشور نے اس شخص کو ایک انسانی قالب سے نکال کر فوراً ہی دوسرے انسانی قالب میں ڈھال دیا ؎

دوم یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب ہر ایک جاندار قالب بدلتا رہتا ہے۔ اور ہر ایک انسان کسی دوسرے قالب سے مخلصی پا کر انسانی قالب حاصل کرتا ہے۔ تو یہ کیا وجہ ہے۔ کہ ہر ایک انسان کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ میں پہلے فلاں قالب میں تھا۔ اور اب انسان بنا ہوں۔ اور کیوں کسی ایک آدھ کی طرف سے ہی گذشتہ جنم کے حالات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور تمام کے تمام انسان نہیں بتا سکتے۔ کیا کوئی ایسی خصوصیت بتائی جا سکتی ہے۔ جو گذشتہ جنم کے حالات یاد دلانے کا موجب ہوتی ہو ؎

تناسخ کے ثبوت میں اس قسم کے بناوٹی قصص پیش کرنے سے تناسخ کی تائید نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا اور پول ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے قصوں کا نہ بیان کرنا بیان کرنے سے اچھا ہے۔ امید ہے۔ کہ سمجھدار لوگ اس بات کو سمجھ جائیں گے ؎

خوشخبری

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے درس قرآن شریف کے نوٹ تیسویں پارہ کے شائع ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ عنقریب پہلے پارہ سے عمدہ کاغذ پر درس قرآن کے نوٹ چھپنے شروع ہو جائیں گے۔

"درس قرآن کے نوٹ" تو اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت **خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ** کی تقریر کا جو نہایت تیز اور رواں ہوتی ہے۔ سارا لکھ لینا ناممکن ہے۔ اور جو کچھ سعی بلیغ سے لکھا جاتا ہے۔ اس کو ہو بہو وہی درس نہیں کہا جا سکتا تاہم ہر ایک آئت کے معانی اور مطالب مسلسل لکھے جاتے ہیں۔ اور تقریباً تمام تقریر ضبط کر لی جاتی ہے۔ اس لئے ان نوٹوں کو تفسیر القرآن کہنا چاہیئے۔ جو بلا شبہ حقائق اور معارف کا ایک خزانہ ہے۔ اس لئے کسی احمدی کو اس کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرنی چاہیئے۔ اخبار الفضل میں انشاء اللہ مسلسل درس چھپتا رہیگا۔ اسلئے احباب الفضل کے خریدار بنکر اسکو حاصل کریں۔ اور درس کے علاوہ اخبار الفضل جو نہایت مفید اور کارآمد مضامین شائع کر رہا ہے۔ اور جسکا کاغذ بھی حال میں باوجود گرانی کے آگے سے بہت عمدہ کر دیا گیا ہے۔ اخبار کی قیمت چھ روپے سالانہ ہے۔ اور اسی قیمت میں درس بھی دیا جائیگا۔ قیمت باقساط بھی وصول کی جا سکتی ہے۔ لیکن بہرحال پیشگی قیمت وصول کی جاتی ہے۔ جو احباب اخبار الفضل کے خریدار ہیں۔ ان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ دوسرے احباب کو یہ خوشخبری سنادیں۔ تاکہ دوسرے بھی فائدہ اٹھا سکیں ؎

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک مکتوب

نواب صاحب کے بارے میں جو آپنے دریافت فرمایا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ نواب صاحب کے لئے یہ عاجز ایک مدت تک بہت تضرع سے دُعا کرتا رہا ہے۔ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مُبدل ہو گئی ہے۔ اور آسودہ حال اور شکر گذار ہیں۔ اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی۔ اور یہ خواب بطور کشف تھی۔ چنانچہ اسی صبح نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دیگئی۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دُعا کے لئے درخواست کی۔ اور بطور خدمت پچاس روپے بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی۔ اس روز سے دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دُعا کے لئے الحاح ہو چکی تھی مگر یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا۔ اس لئے ان کے لئے دُعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا۔ اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دیکھی گئی۔ تو اس دن خیال آیا۔ کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے بھی توجہ سے دُعا کریں۔ سو بعد نماز عصر وقت صفا پایا۔ اور دُعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کی گئی بعد دُعا اُسی جگہ الہام ہوا۔ کہ نجّینٰہما من الغم۔ یعنی ہم ان دونوں کو غم سے نجات دینگے۔ چونکہ یہ عاجز اُسی دن صبح کے وقت نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تھا۔ اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت سی تسلی دیگئی تھی اس لئے اسی خط پر کفایت کی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو اس الہام سے اطلاع دیگئی۔ اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تھے۔ اور اتفاقاً دو ہندو ملاوامل اور شرمپت نامی بھی کہ جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں۔ عین اس وقت پر موجود تھے۔ انکو بھی اُسی وقت اطلاع دیگئی۔ اور کئی مہمان آئے ہوئے تھے انکو بھی خبر دیگئی۔ پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آگیا کہ سرائے کا کام جاری ہوگیا ہے۔ سو چونکہ یہ دُعا اسی کام کے لئے کیگئی تھی پھر اطلاع دینا فضول سمجھا گیا۔ مگر خداوند کریم کا بڑا شکر ہے۔ کہ مجمع کثیر میں یہ الہام ہوا۔ اور جیسا کہ میںنے بیان کیا ہے۔ عین الہام کے صدور کے وقت دو ہندو موجود تھے۔ جن کو اسی وقت مفصل بتایا گیا۔ اور دوسرے نمازیوں کو بھی خبر دیگئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو بھی لکھا گیا ۔

نواب علی محمد خان صاحب کی ارادت اور محبت اور دلی توجہ اور اخلاص قابل تعریف ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو ہر ایک غم سے خلاصی بخشے۔ اور حُسنِ عافیت عطا فرمائے۔ آپ نواب صاحب کو یہ بھی اطلاع دیں کہ مالیرکوٹلہ سے نواب ابراہیم علی خان صاحب والئی مالیرکوٹلہ کے ایک سررشتہ دار کا خط آیا ہے کہ وہ مبلغ پچاس روپے بطور امداد بھیجیں گے مگر ابھی نہیں آئے ۔

(۲) مخدومی مکرمی حضرت والاشان نواب صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا والانامہ آنحضرت عین انتظار میں اس احقر عباد کو پہنچا۔ خداوند کریم کے لطف و احسان کا کیا شکریہ ادا کیا جاوے جس نے اس ناچیز کی دُعا کو قبول فرمایا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ آنمخدوم کا منی آرڈر بھی پہنچ گیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ واحسن الیکم فی الدنیا والآخرۃ۔ آنمخدوم نے اپنے دلی اعتقاد سے بہت سی مدد فرمائی خدا تعالیٰ آپ کو خوش و خورم رکھے۔ اور آپکی عمر و عزت اور عافیت میں برکت اور ترقی بخشے۔ حضرت خداوند کریم کی قبولیت کی ایک یہ نشانی ہے۔ کہ بعض اوقات آپکی ترقیات کی مجھ کو وہ خبر دیتا رہتا ہے۔ اور پرسوں کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی۔ کہ ابھی آنمخدوم کا منی آرڈر نہیں پہنچا تھا اور نہ خط پہنچا تھا کہ ایک منی آرڈر آپکی طرف سے برنگ زرد مجھ کو حالت کشفی میں دکھایا گیا۔ اور پھر آنمخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دیگئی۔ اور آپکے مانی الضمیر اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا۔ جس میں بہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آنمخدوم کی طرف سے یہ بھی فقرہ تھا کہ میرے خیال میں یہ آپ ہی کی توجہ کا اثر ہے۔ چنانچہ یہ خط کا مضمون اور مانی الضمیر کا منشاء تین ہندوؤں اور بہت سے مسلمانوں کو بھی بتلایا گیا اور ازاں بعد آن مخدوم کا منی آرڈر اور خط بھی آگیا۔ سو حضرت خداوند کریم کا پیش از وقوع آپکے نام اور آپکے منی آرڈر اور آپکے خط اور آپکے مضمون خط اور آپکے مانی الضمیر سے مطلع فرمانا اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت ارحم الراحمین کی آپکے حال پر رحمت شامل ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ آں مخدوم کے لئے یہ عاجز دُعا کرے گا۔ اور آپکے دلی اعتقاد اور ربط بھی قائم مقام دُعا کا ہی ہو رہا ہے۔ اور دلی دُعا اور ربط کو دُعا میں بہت دخل ہے۔ اور جس سے دلی ربط اور توجہ ہو اگرچہ اس کے حق میں کسی وقت دُعا نہ کرے تب بھی اثر ہو جاتا ہے مجھ کو یاد ہے۔ اور شاید عرصہ تین ماہ کا یا کچھ کم و بیش ہوا ہے۔ کہ اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھ کر مجھ کو بھیجا کہ جو میںنے امتحان تحصیلداری کا دیا ہے۔ اس کی نسبت دُعا کریں کہ پاس ہو جائے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور ہی دُعا کریں مجھ کو وہ خط پڑھ کر بجائے دُعا کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دُنیا کے بارے میں کس قدر ہمّ و غم ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی بتامتر نفرت اور کراہت چاک کر دیا۔ اور دل میں کہا کہ دنیوی غرض اپنے مالک کے پیش کروں۔ اس خط کے چاک کرتے ہی الہام ہوا کہ ،، ”پاس ہو جائیگا“ وہ عجیب الہام بھی اکثر لوگوں کو بتایا گیا۔ چنانچہ وہ لڑکا پاس ہو گیا۔ فالحمد للہ۔ سو خداوند کریم کی عالی شان درگاہ میں نازک آداب ہیں۔ جب کوئی عرض آداب کے مطابق صادر ہوتی ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور ربط اور محبت اور اعتقاد کرنا ان معاملات میں بہت کچھ دخل ہے۔ صاحب محبت اور ارادت کے بہت سے ایسے آفات اور مکروہات باعث عین محبت دُور کئے جاتے ہیں۔ کہ اُس کی اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ نواب صاحب مالیرکوٹلہ کا اب تک کچھ روپیہ نہیں آیا۔ مناسب ہے۔ کہ آں مخدوم تاکیدی طور پر ان کو یاد دلائیں۔

والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ از قادیان

۱۱۔ مئی ۱۸۸۴ء

کلام محمود

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام ہے سبحان اللہ اپنے اندر کشش مقناطیس سے بڑھ کر اثر رکھتا ہے کیوں نہ ہو وہ اشعار جو ایک درد بھرے دل سے نکلیں انہیں جو رقت و سوز ہوتا ہے وہ ہرگز ہرگز بناوٹ میں نہیں۔ اور پھر وہ اشعار جو اپنے مولیٰ کی اُلفت و محبت میں لکھے جاویں۔ ان کا اثر جادو سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپنے حضرت مسیح موعود کے فراق میں اور قوم کی حالت زار کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں وہ پڑھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ ناظرین ایک نسخہ منگا کر بہر ملاحظہ فرماویں کاغذ لکھائی چھپائی سب کچھ عمدہ ہے۔ قیمت صرف علاوہ محصولڈاک ۔ دفتر الفضل قادیان سے طلب کرو ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کو دیا

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَکُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْکُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ ز تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ یَّاْتُوْکُمْ اُسٰرٰی تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ج وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰۤی اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

ایک بہت بڑی مرض جو انسان کی رُوح کو کھانے والی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنے منشاء اپنے ارادے اور اپنے خیالات اور اپنی آرزو کے مطابق مذہب کی جو بات دیکھتے ہیں۔ صرف اسی پر عمل کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ اور اس سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اطاعت ہو چکی ہے چونکہ انسانوں کی فطرتیں انکے اخلاق اور عادات مختلف حالات اور مختلف صحبتوں کی وجہ سے بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک انسان اپنا ایک خاص ذوق رکھتا ہے۔ اپنے ذوق کو انسان آسانی سے پورا کر لیتا ہے۔ اگر ہندوستان کے ہی مختلف علاقوں میں لوگوں کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض جگہ کے لوگ نمازوں کے زیادہ پابند ہوتے ہیں۔ اور روزوں میں سستی کرتے ہیں۔ اور بعض جگہ کے لوگ زکوٰۃ تو بڑی پابندی سے دیتے ہیں۔ مگر نماز روزہ کی پرواہ نہیں کرتے۔ اسی طرح بعض جگہ نماز روزہ کی تو پابندی کی جاتی ہے۔ مگر زکوٰۃ نہیں دیتے۔ بعض جگہ کے لوگ حج نہیں کرتے۔ اور بعض تو ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر حج کے لئے بھی جائیں تو شاذ ہی اس سفر میں بھی نماز پڑھیں۔ اب اس نماز اس روزہ اس زکوٰۃ اس حج کو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوتے تو جس خدا نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اُسی نے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور جس خدا نے زکوٰۃ دینے کا ارشاد فرمایا ہے اُسی نے حج کی تاکید فرمائی ہے۔ لیکن انکے ایک حکم ماننے اور دوسرے کو ترک کرنے۔ ایک حکم کے قبول کرنے اور دوسرے کو رد کرنے نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ایسے لوگ جس فعل کو خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سمجھتے ہیں وہ اصل میں فرمانبرداری نہیں بلکہ ان کے نفس اور ذوق کے مطابق وہ بات تھی جس کو انھوں نے کر دیا ہے۔ ہاں اطاعت اور فرمانبرداری کا ثبوت تب ملتا ہے جبکہ ہر ایک رنگ میں اور ہر ایک حکم کا مطیع اور فرمانبردار انسان اپنے آپ کو کر دکھائے۔ خواہ وہ حکم اس کے ذوق۔ منشاء خواہش خیالات رسم و رواج اور عادات کے مطابق ہو یا مخالف۔ وہ اس میں اپنی اطاعت اور فرمانبرداری میں سرمو فرق نہ آنے دے۔ لیکن اگر کوئی انسان احکام کے ایک حصہ کی اطاعت اور ایک حصہ کی مخالفت کرتا ہے تو اُسے خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ اس بات کو اطاعت اور فرمانبرداری سمجھنے سے اس کا نفس اُسے دھوکہ اور فریب دے رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں اطاعت کیش ہوں۔ حالانکہ وہ نافرمان ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے دوستوں میں داخل ہوں۔ حالانکہ اس کا دشمنوں سے تعلق ہے۔ کیونکہ ہر ایک انسان کی فرمانبرداری کا ثبوت تب ہی ملتا ہے جبکہ وہ اپنے عادات۔ خیالات اور ذوق کے خلاف باتوں میں بھی اطاعت کرے۔ اور انکے پورا کرنے میں پورا نکلے۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی طبیعتوں میں غصہ نہیں ہوتا۔ انکے خلاف اگر کوئی بات کہتا ہے تو وہ بڑی خندہ پیشانی سے اس کو برداشت کرتے ہیں۔ اور عفو اور درگذر خدا تعالیٰ کی ان پاک تعلیموں میں سے ہیں۔ جو اس نے انسان کے لئے مقرر فرمائیں تو بیشک ایسے انسان عفو اور درگذر کرتے ہیں۔ لیکن اگر انپر کوئی ایسا موقع آئے۔ جہاں خدا تعالیٰ کے لئے غضب اور ناراضگی کی ضرورت ہے، اور وہ وہاں بھی عفو اور درگذر کرتے ہیں تو معلوم ہوا۔ کہ ان کا یہ عفو اور درگذر کوئی اور چیز ہے۔ کیونکہ ان کا عفو اگر خدا تعالیٰ کے حکم اور منشاء کے ماتحت ہوتا تو جہاں اللہ تعالیٰ کا منشاء تھا کہ عفو کی بجائے غضب ہو وہاں کیوں غضب سے کام نہ لیتے۔ اور عفو کو دور کر دیتے یہ ان کی عادت۔ ذوق اور طبیعت تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ ایسا کرتے تھے۔ اور اس کو خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری نہیں کہا جا سکتا۔ اطاعت اسی کا نام ہے۔ کہ جب اپنے عادات۔ اپنے خیالات اپنی خواہشات اور اپنی آرزوؤں کے خلاف کوئی حکم پہنچے۔ تو اسپر عمل کر کے دکھایا جائے۔ یہود کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُن کا یہی حال تھا۔ یہ بڑے بڑے گناہ تو کر لیتے تھے اور بڑے ضروری احکام کی خلاف ورزی کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن چھوٹی باتوں اور حکموں کے متعلق کہدیتے کہ ہم انکی پابندی کرتے ہیں کیونکہ یہ خدا کے حکم ہیں۔ ان کو حکم تھا کہ دیکھو قتل مت کرو۔ جس طرح ہمیں حکم ہے۔ اسی طرح ان کو تھا۔ کہ وہ لوگوں پر ظلم نہ کریں۔ انہیں قتل نہ کریں۔ اور اپنے لوگوں کو گھروں سے نہ نکالو۔ یہی حکم مسلمانوں کو ہے۔ مگر یہود لڑائی جھگڑے میں خوب ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ انکے تین قبیلے مدینہ میں رہتے تھے۔ بنو نضیر۔ بنو قینقاع۔ بنو خزاعہ انکے نام تھے۔ بنو نضیر مشرکین کے ایک گروہ کے ساتھ تھے اور بنو قینقاع اور بنو خزاعہ دوسرے کے حلیف تھے۔ جب مشرک آپس میں لڑتے۔ تو انہیں بھی ساتھ ہی لڑنا پڑتا تھا۔ اور ایک دوسرے کے آدمی بھی مارے جاتے تھے۔ جلا وطن کئے جاتے تھے۔ یہاں تک تو کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے قتل کرنے اور جلاوطن کرنے سے منع کیا ہوا ہے اس لئے نہ کریں لیکن جب ان کا کوئی آدمی قید ہو جاتا تو پھر وہ چندہ کر کے اس کے چھڑانے کی فکر کرتے اور کہتے کہ بائبل کا چونکہ حکم ہے کہ کوئی یہودی غیر قوم کے پاس قیدی نہ رہے۔ اس لئے ہم اس حکم کی تعمیل کے لئے اُسے چھڑاتے ہیں۔ انہیں قتل کرنے اور جلاوطن کرنے کے وقت تو بائبل کا حکم یاد نہ آیا لیکن قیدی کے لئے یاد آگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بھلا انکی اس اطاعت سے ہم خوش ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ایسی اطاعت کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں جو حکم اپنی مرضی کے مطابق دیکھا۔ اس کی تعمیل کر لی۔ اور جو نہ دیکھا اس کو پسِ پشت ڈالدیا ایسی اطاعت سے ہم خوش نہیں ہو سکتے بلکہ اور غصہ ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو ہم ذلیل اور خوار کرینگے۔ یہ شریر آدمی جب اپنی مرضی کے خلاف بات دیکھتے ہیں تو بڑے بڑے احکام کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور انکی خلاف ورزی کر لیتے ہیں۔ اور جب اپنی مرضی کے مطابق پاتے ہیں تو مان لیتے ہیں۔ مومن کی شان سے یہ بات بعید ہے۔ مومن تو ہر ایک بات اور ہر ایک حکم میں خواہ وہ اسکی مرضی کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی رضامندی کے حاصل کرنے کی سعی اور کوشش کرتا ہے یہ بہت گندی مرض ہے کہ جو بات اپنی مرضی کے مطابق دیکھی اس کو مان لیا اور جو خلاف ہوئی۔ اس کو ترک کر دیا۔ مومن خدا تعالیٰ کے احکام میں اپنی مرضی نہیں دیکھتے۔ وہ ہر بات میں خدا تعالیٰ کی مرضی

کو مدنظر رکھتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے۔ کہ ایک شخص زانی تھا میں نے اس کو نصیحت کی کہ یہ کام چھوڑ دو وہ کہنے لگا میں تو اس عورت سے عہد کیا ہوا تھا کہ تم سے بے وفائی نہیں کرونگا اچھا اب آپ فرماتے ہیں تو میں بیوفائی کا جرم کر لیتا ہوں اس شخص نے بے وفائی اور عہد کے توڑنے کو تو گناہ سمجھا۔ لیکن زنا کرنے کے وقت اُسے کسی گناہ کا خیال نہ آتا تھا۔ تو بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ایک حد تک جب اپنی خواہشات کو پورا کر لیتے ہیں۔ اور جوش نکال لیتے ہیں تو پھر کسی چھوٹی سی بات کے متعلق کہدیتے ہیں کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا حکم اس کے خلاف ہے اسلئے ہم اس گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے۔ لیکن مؤمن کے لئے ضرور ہے۔ کہ وہ ہر وقت ہوشیار رہے۔ اور خدا تعالیٰ کے تمام حکم خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔ اس کی مرضی اور خواہش کے مطابق ہوں یا خلاف۔ سب میں فرمانبرداری اور اطاعت کرے۔ اور کسی بات کی بھی خلاف ورزی نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو اپنے تمام احکام کی فرمانبرداری کرنے کی توفیق دے۔ اور ہر قسم کی نافرمانی سے بچائے ٭

نومبائعین

میاں فقیر محمد صاحب - ضلع گوجرانوالہ
اہلیہ صاحبہ " " "
میاں لدھا صاحب " "
میاں مَیلین صاحب " "
مولوی ابراہیم صاحب - ضلع لائل پور
شیخ غلام محمد صاحب - ضلع گوجرانوالہ
بھاگ دین صاحب " "
غلام محمد صاحب " "
میاں محمد حیات صاحب " "
میاں فتح الدین صاحب - ضلع لاہور
حکیم نہال دین صاحب - ضلع جالندھر
میاں غلام محمد صاحب - ضلع ہوشیار پور
ہمشیرہ " " " " "
چوہدری نواب خاں صاحب - ضلع گورداسپورہ
میاں غلام محمد صاحب - ضلع جہلم -

مُبلّغین کالج کے لئے لیکچروں کا سلسلہ

مُبلّغین کالج کی جسمیں حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال کے اندر اندر مبلغین تیار کئے جاوینگے باقاعدہ پڑھائی شروع ہو چکی ہے۔ اور ان کے لئے لیکچروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ یعنی سلسلہ کے چیدہ چیدہ علماء کے مختلف مضامین پر لیکچر ہونگے۔ سر دست پہلی سہ ماہی کے لئے مندرجہ ذیل پروگرام مقرر ہوا ہے۔ یکشنبہ کا دن لیکچر کا اس لئے مقرر ہوا ہے تاکہ بیرونی احباب بھی اگر لیکچروں سے مستفید ہونا چاہیں تو ہو سکیں۔ اس سہ ماہی کے گذرنے پر انشاء اللہ تعالیٰ دوسری سہ ماہی کا پروگرام شائع کیا جاویگا۔

پروگرام سہ ماہی اوّل کا یہ ہے۔

۲۴-جنوری ۱۹۱۵ء - بروز یکشنبہ - ہستی باری تعالیٰ - حضرت خلیفۃ المسیح ثانی یا میر محمد اسحٰق صاحب۔
۳۱ - " " " - ملائکہ - میر محمد اسحٰق صاحب۔
۷ - فروری ۱۹۱۵ء " - کفر و اسلام - حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب۔
۱۴ - " " " - دُعا - مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔
۲۱ - " " " - فضیلت قرآن شریف - مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب۔
۲۸ - " " " - سکھ ازم - ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نُور
۷ - مارچ ۱۹۱۵ء " - ختم نبوت - میر محمد اسحٰق صاحب۔
۱۴ - " " " - تقدیر - مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۲۱ - " " " - قدامت وید - ماسٹر محمد یوسف صاحب نُور
۲۸ - " " " - بدھ و جین مذاہب - ماسٹر عبد الرحیم صاحب۔

خاکسار شیر علی سیکرٹری
ترقی اسلام

ریویو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے۔ منشی محمد وزیر خان صاحب احمدی کو جنہوں نے حضرت حجۃ اللہ علی الارض امام ربانی حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ مکتوبات جو آپنے وقتاً فوقتاً ہندو۔ آریہ برہمو مذاہب کے لیڈروں کے نام اتمام حجت کے لئے لکھے۔ چھپوا کر ان کی تیسری جلد ۲۰×۲۶ کے سائز پر ۱۲ صفحہ کی شائع کی ہے گو لکھائی چھپائی کی طرف خاص توجہ نہیں کیگئی تاہم یہ کوئی ایسا نقص نہیں جو المکتوبات نصف الملاقات کے مقولہ کو زیر نظر رکھنے والے اصحاب کے لئے اس کی خریداری میں روک کا باعث ہو سکے۔ جسقدر حقایق اور معارف ان خطوط میں بھرے ہوئے ہیں۔ انکے متعلق کسی تعریف کی ضرورت نہیں۔ انسان پڑھ کر وجد میں آجاتا ہے۔ یہ مجموعہ ۸ر قیمت۔ پر محمد یمین صاحب مہاجر تاجر کتب قادیان سے مل سکتا ہے ٭

جنازہ غائب مسماۃ فاطمہ بی بی زوجہ نور احمد صاحب طالب علم ہائی سکول قادیان اور مرزا انصر علی صاحب ساکن برہمن بڑیکا جو کہ بڑے جوشیلے اور مخلص احمدی تھے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ اور ان کے حق میں دُعائے مغفرت کریں ٭

(۲) مسمی چوہدری عمر دراز خاں احمدی اسٹام فروش سٹرد عہ کچھ عرصہ بیمار رہ کر فوت ہو گئے ہیں۔ احباب ان کے لئے بھی نماز جنازہ غائب پڑھیں۔ مرحوم مخلص احمدی تھے ٭